تحریکِ مجاہدین اور انگریز

سید میر بادشاہ بخاری - ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں "مطبوعات" کے عنوان کے تحت ایک کتاب "حقائق تحریک بالاکوٹ" مؤلف شاہ حسین گردیزی پر آپ کا تبصرہ نظر سے گذرا۔ اس میں کتاب مذکورہ سے ایک اقتباس آپ نے یہ درج کیا ہے۔

"انہیں سے معلوم ہوا کہ لوگ عام طور پر سید صاحب کو انگریزوں کا جاسوس سمجھتے ہیں۔ (ص - ۵۰)" (صفحہ ۳۱۹ ترجمان القرآن)

اس کے علاوہ اور بھی اقتباسات آپ نے دیئے ہیں جو محل نظر ہیں۔ لیکن اس اقتباس کو پڑھ کر دل کو انتہائی دکھ ہوا۔ فی الحقیقت مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہیں جس میں ایسے افراد کی کمی نہیں کہ جو اپنے اکابرین اور محسنین کے زرّیں کارناموں پر گندگی اچھال کر ان پر پانی پھیرنے سے نہیں چوکتے اور اپنے خبث باطن کو صفحہ قرطاس پر لانے میں کوئی شرم اور جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہی اقتباس مندرجہ ذیل سطور لکھنے کا باعث بنا۔

سانحہ بالاکوٹ کے بعد تحریک مجاہدین کے باقی ماندہ افراد نے انگریزوں کے خلاف مسلسل جہاد کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا آخری لیڈر شہزادہ برکت اللہ صاحب ۱۹۴۷ء میں جنگ کشمیر میں شامل ہو کر جہاد کرتا رہا ہے۔ ان مجاہدین نے دن رات ایک کر کے قبائلیوں میں جذبہ جہاد ابھارا اور فرنٹیر میں انگریزوں کے خلاف جتنی لڑائیاں ہوئیں اُن کے رُوح رواں یہی مجاہدین تھے جن پر آج انگریزوں کے جاسوس کی پھبتی کسی جا رہی ہے۔ یہی لوگ تھے جو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہید کے تربیت یافتہ

تھے۔ اور اگر سید احمد شہید انگریزوں کے جاسوس ہوتے تو یہ لوگ انگریزوں کے خلاف مسلسل جہاد نہ کرتے۔ بلکہ انگریزوں نے جب پنجاب فتح کر کے سکھوں کو شکست دی تو یہی لوگ اچھے معاوضے پاتے اور جاگیروں کے مالک بن جاتے۔

کچھ عرصہ قبل اس سلسلہ میں (کہ جاگیرداروں کو بڑی بڑی زمینیں کیسے ملیں) میں تحقیقی کام کر رہا تھا اور اس تحقیق کے دوران سرکاری فائلوں میں میری نظر سے ایسی ایسی تحریریں گزریں کہ ان مجاہدین کو دل کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کرنا پڑتا ہے اور ان کے لیے آدمی کے ہونٹ پر بے ساختہ دعا کے کلمات آجاتے ہیں۔ اس وقت اپنے تحقیقی کام کے ساتھ ساتھ میں سرکاری فائلوں سے وہ نوٹس بھی نقل کرتا رہا۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریک بالاکوٹ کے افراد نے اپنے جہاد کو مسلسل جاری رکھا اور تمام عمر ہزارہ اور سوات کے درمیان پہاڑوں میں متحرک رہے۔ اور لوگوں کو انگریزوں کے خلاف ابھارتے رہے اور ان کو جہاد پر آمادہ کرتے رہے۔

اس وقت پیش نظر صرف یہ امر ہے کہ تحریک مجاہدین انگریزوں کے جاسوسوں کی تحریک تھی۔ جیسا کہ گردیزی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ فی الحقیقت غیر مستند روایات کو ایک رائے کی اساس بنانا نہ دانشمندی ہے اور نہ ہی انصاف۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ سانحہ بالاکوٹ کے بعد باقی ماندہ مجاہدین مسلسل جہاد کرتے رہے اور صوبہ سرحد میں جتنی لڑائیاں ہوئی ہیں۔ ان میں مجاہدین نہ صرف صفِ اوّل میں رہے بلکہ مقامی قبائل کو جہاد پر آمادہ کیا نیز اُن کی شیرازہ بندی بھی انہوں نے کی۔ چونکہ تمام لڑائیوں مثلاً جنگ رمبیلہ جنگ کالا ڈھاکہ **Black Mountain Expedition** ۔ جنگ نارنجی، جنگ شیخ جانا وغیرہ میں جہاد کی کمان مجاہدین کے ہاتھ میں تھی اس لیے حکومتِ برطانیہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ اس تحریک پر ایک مکمل لیکن مختصر رپورٹ سرکاری استعمال کے لیے تیار کی جائے۔ وہ رپورٹ پندرہ بڑے سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔ اور آخر میں ایک نقشہ ہے۔ اس رپورٹ کا ابتدائیہ اور اختتامیہ ہی اس امر کی مکمل شہادت ہے کہ مجاہدین انگریزوں کے دشمن تھے۔ اور اُن کے جہاد کا اصل مقصد انگریزوں ہی کا استیصال تھا۔ اس لیے فی الوقت اس رپورٹ کے ابتدائی جملے اور آخری جملے پیش کیے جاتے ہیں۔ رپورٹ کا عنوان ہے:۔

Report on the Hindustani Fanatics compiled in the intelligence branch, Quarter Master General's department.

BY

Lt. Col. A. H. Mason, D.S.O.
Deputy assistant Quarter Master General, Simla
Printed at the Government Central Printing Office 1895.

[illegible]

"The Hindustani Fanatics have been a constant source of trouble and a thorn in the side of the British Government since annexation of the Punjab, but although they have been the immediate cause of several punitive expeditions against the independent tribes on the Peshawar border, yet, speaking generally, their origin and history are but little known. For this reason it has been thought that a short report of their rise and of their dealings with the British Government may not be without interest. Over and over again the fanatics received punishment from our arms, and yet, as lately as the Hazara expedition of 1891, they were still to the fore, and are even now, although with nothing like the power they once had, a factor for mischief in any complications which may arise with the independent tribes on the Peshawar and Hazara frontiers. It is proposed in this report, first to describe the origin of the sect, if such a term may be applied to a band of discontented fanatical Mohammedans, and then to relate briefly the circumstances under

which on various occasions, they have come in contact with our arms, and their history generally up to the present time". (page 1).

"پنجاب کے الحاق کے بعد ہندوستان کے کٹ ملا ایک مستقل مصیبت بن گئے ہیں، گویا برطانوی سرکار کے سینہ میں ایک خنجر کی طرح ہیں۔ اگرچہ پشاور کی سرحد پر آباد آزاد قبائل کے خلاف بھیجی جانے والی تعزیری مہمات کی ضروری وجہ یہی لوگ ہیں تاہم عمومی اعتبار سے ان کے آغاز اور تاریخ کے بارے میں بہت کم معلومات میسر ہیں۔ اس سبب سے یہ خیال آیا کہ ان کی ابتدا اور برطانوی سرکار کے تعلق میں ان کا رویہ معلوم کرنے کے لیے ایک مختصر رپورٹ کا تیار کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان کٹ ملاؤں کو بار بار ہمارے فوجیوں کے ہاتھوں زک اُٹھانا پڑی۔ پھر بھی ماضی قریب یعنی ۱۸۹۱ء کی ہزارہ مہم تک یہ لوگ ہمارے مقابل صف آرا رہے۔ اور حالت یہ ہے کہ اب بھی جب اُن کے پاس وہ قوت نہیں جو کبھی تھی۔ وہ پشاور اور ہزارہ کی سرحدات سے دور سے آزاد قبائل کی جانب سے پیدا کی جانے والی پیچیدہ صورت حال کی پشت پر موجود شرارت کے تعلق میں ایک عامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس رپورٹ میں پیش نظر یہ رہا ہے کہ اوّل اس فرقہ کے مآخذات کو بیان کیا جائے (اگرچہ فرقہ کی اصطلاح مسلمانوں کے کسی نامطمئن اور کٹ ملاؤں کے ٹولے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے) اور پھر مختصراً وہ حالات بیان کیے جائیں جن کے تحت مختلف اوقات میں ہماری افواج کے مقابل آئے۔ نیز آج کے زمانے تک ان کی تاریخ بیان کی جائے۔"

میرے خیال میں صرف یہی ایک اقتباس شیخ محمد اکرام کی تھیوری کو بھی یکسر مسترد کرتا ہے اور گردیزی صاحب کے خرافات کو بھی۔ حیرت کی بات ہے کہ انگریزوں کو اپنے "جاسوسوں" (بقول گردیزی صاحب) کی تحریک کا علم نہیں اور وہ ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ ایک ایسی رپورٹ برائے ضروریات سرکاری (Official use) مرتب کی جائے۔ جس سے ان لوگوں کے حالات سے حکومت کو معلومات مہیا ہو جائیں۔ جو انگریزوں کے جانی دشمن اور ان کے لیے مستقل خطرہ

بنے ہوئے تھے۔

اس رپورٹ کا آخری پیراگراف مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:۔

"From the above report it will be seen that during the past half century the Hindustanis have come into collusion with us on no less than six occasions, each time they have suffered severally and been objected to shift their residence, but as was stated at the beginning of the report, they still remain a factor for mischief, although in a less degree than formerly, in any complications which may arise with the independent tribes on this part of the Punjab Frontier".

"مندرجہ بالا رپورٹ سے یہ ظاہر ہوگا کہ گذشتہ نصف صدی سے ہندوستانی ہمارے سامنے کم وبیش چھ بار متصادم ہوئے ہیں۔ ہر بار انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا اور ہر بار اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا۔ لیکن جیسا کہ اس رپورٹ کے آغاز میں کہا گیا تھا۔ اب بھی وہ پنجاب کی سرحد سے وابستہ آزاد قبائل کے تعلق میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے پس پشت موجود شرارت کے سلسلہ میں ایک عامل کی حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ پہلے کے مقابلہ میں کہیں کم درجہ"

(یاد رہے کہ سن ۱۹۰۱ء تک صوبہ سرحد اور پنجاب ایک ہی صوبہ تھا۔ ۱۹۰۱ء میں لارڈ کرزن نے صوبہ سرحد کو ایک الگ صوبے کی شکل میں پنجاب سے جدا کیا۔ اس لیے رپورٹ میں "پنجاب فرنٹیر" لکھا گیا ہے۔ کیونکہ رپورٹ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہے)۔

اس اقتباس سے یہ بات بخوبی واضح اور ثابت شدہ ہے کہ مجاہدین مسلسل نصف صدی تک یعنی ۱۸۴۵ء سے (مطابق رپورٹ) انگریزوں کے خلاف مصروف جہاد تھے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے اس کے بعد بھی وہ ۱۸۴۸ء تک جہاد میں مصروف تھے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ ویت نام کی چودہ سالہ جنگ میں ویت نامیوں کے لیے مدح و منقبت کے ڈونگرے برسائے جا رہے تھے۔ حالانکہ ان کی پشت پر روس اور چین جیسی مضبوط حکومتیں تھیں۔

لیکن ان بے سروسامان مجاہدین نے ۱۸۹۵ء سے قبل پچاس سال تک جدوجہد کی۔ جب کہ مقامی آبادی کو معاہدوں میں جکڑ کر اُن کے رہنے کے لیے بھی زمین "تنگ" کی گئی اور پھر بھی اُن پہ یہ ناجائز، لغو اور شرمناک الزام لگایا جا رہا ہے کہ وہ انگریزوں کے جاسوس تھے۔ حقیقت میں یہ احسان فراموش لوگ ہمیشہ سے اپنے محسنین اور اکابرین کے زرین کارناموں کو آلودہ کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ کیا قائداعظم محمد علی جناح نے مسلسل جدوجہد سے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست حاصل نہیں کی ہے۔ اور اس کے اس کارنامے کو ایک پاکستانی کی حیثیت سے ہم بھلا سکتے ہیں؟ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس کے کارنامے یعنی تحریک پاکستان کے ڈانڈے سرظفر اللہ خاں قادیانی سے ملائے نہیں جا رہے ہیں؟ یہ اس قوم کے بعض لوگوں کی خصوصیت ہے کہ بدنیتی اور خودغرضی کی بنیاد پہ اپنے بڑوں کی عیب جوئی کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

اب میں یہ بتاؤں گا کہ مجاہدین کے خلاف مقامی قبائل کو کس طرح معاہدوں میں جکڑ کر ان پہ انگریزوں نے عرصۂ حیات تنگ کیا تھا۔

۱۲ ستمبر ۱۸۶۱ء کو ایک معاہدہ اتمان زئی کی کایا اور کبل (Kaya and Kabbal) نیز ٹپہ (Tappa) سالارگدوں کے سامنے کیا گیا جو کہ اس طرح تھا:۔

> "We do hereby conjointly and severally pledge ourselves not to permit the Sayyid, late of Sithana, or the Hindustani fanatics and others associated with then, now at Malka, in the Amazai country and elsewhere or any of them".

(۱) ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر عہد کرتے ہیں کہ جناب سید (سابق ساکن ستھانہ حال وارد ملکا) کسی ہندوستانی کٹڑ ملّا کو یا اُن سے متعلق کسی اور شخص کو ــــ یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ امازئی علاقہ یا کسی اور جگہ آسکے۔"

> "We will not permit any person or persons conveying money, or arms, or ammunition, or

aid of any kind whatever to the Hindustani fanatics to pass through our settlements".

"ہم کسی شخص یا اشخاص کو رقم لے کر، یا اسلحہ یا گولہ بارود یا کسی طرح کا امدادی سامان ہندوستانی کٹّر ملّاؤں کی امداد کے لیے۔ اپنے علاقے سے لے کر گذرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

ایک اور ایزادی شِق اس معاہدے میں بعد میں شامل کی گئی جس میں مقامی قبائل کو مجاہدین کو کاشت پر اراضی دینے سے بھی منع کیا گیا تھا - اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:-

"We will ourselves, as the Proprietors, hold the lands of Sithana, and ourselves arrange for the cultivation and management thereof, and we will not give possession thereof, or of any part thereof, for purpose of cultivation or otherwise to the Sayyid late of Sithaan or the Hindustani fanatics or to the followers of either".

"ہم بذاتِ خود ستھانہ کی اراضی کے مالکان کی حیثیت سے اس اراضی پر قابض رہیں گے، اس کی کاشت کا انتظام کریں گے اور سیّد صاحب، سابق ساکن ستھانہ یا ہندوستانی کٹّر ملّاؤں یا اُن کے کسی پیرو کو بغرضِ کاشت یا کسی اور مقصد کے لیے اس اراضی یا اس کے کسی حصّہ کا قبضہ نہیں دیں گے۔"

اس کے بعد ۶ جنوری ۱۸۶۴ء کو ایک معاہدہ اتمان زئی قبیلہ کے ساتھ طے ہوا جس کی شق ۵ ان الفاظ میں تھی :-

"That we will not, until ordered by the Government, allow anybody to settle in or inhabit Mundee and Sithana, nor will we suffer the Moulvis and Hindustanis to pass through our country, or to enable them to settle in these places a sec૦nd time"

"یہ کہ تاوقتیکہ حکومت اجازت نہ دے ہم کسی شخص کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ منڈی

یا ستھانہ میں سکونت یا رہائش اختیار کرے۔ نہ ہی ہم مولوی حضرات یا ہندوستانیوں کو اپنے علاقہ سے گزرنے کی آزمائش بھگتیں گے یا انہیں یہ موقع دیں گے کہ وہ ان علاقوں میں بار دگر سکونت اختیار کریں“۔

پھر ۹ رجنوری ۱۸۶۴ء کو ایک معاہدہ قبیلہ مدّو خیل کے ساتھ ہوا، جس کا آخری حصہ یہ ہے:-

“That we will not at all suffer the seditious Hindustanis to remain in our country.........”

”یہ کہ ہم ہرگز باغی ہندوستانیوں کو اپنے علاقہ میں رہنے کی“ زحمت” نہیں دیں گے“

پھر ۱۱ رجنوری ۱۸۶۴ء کو قبیلہ امازئی کے ساتھ معاہدہ ہوا، جس کا آخری حصہ یہ ہے:-

“The Government wishes to take an agreement from us to the effect that we will never allow the seditious Hindustanis to remain in our country, we sincerely admit the Propriety of entering with such agreement and to hereby declare in writing that we will never at all suffer to Hindustanis to come into and remain in our country on any account whatever”.

”حکومتِ وقت ہم سے اس امر کا اقرار نامہ لینے کی خواہش رکھتی ہے کہ ہم کبھی بھی باغی ہندوستانیوں کو اپنے علاقہ میں رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم صدقِ دل سے ایسا اقرار نامہ کرنے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تحریری طور پر اعلان کرتے ہیں کہ ہم ہرگز ہرگز ہندوستانیوں کو یہ ”زحمت“ نہیں دیں گے کہ وہ کسی بھی بہانے ہمارے علاقے میں آئیں اور یہاں بود و ماند اختیار کریں“

پھر ۲۲ رجنوری ۱۸۶۴ء کو قبیلہ حسن زئی کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا جس کی شق ملا یہ تھی:-

“That we will never in any way allow the seditious Hindustanis to come and remain within the limits of our country”

"(۱) یہ کہ ہم کسی طرح بھی باغی ہندوستانیوں کو اس امر کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے کہ وہ آکر ہمارے ملک کی حدود میں رہیں"

اسی طرح ایک معاہدہ قبیلہ چغرزئی Cha gharzai کے ساتھ ۱۲ رجون ۱۸۹۱ء کو ہوا جس کی شق ۶ یہ تھی:۔

"We will not permit any of the Hindustanis or their followers to settle in our country".

"(۶) ہم کسی ہندوستانی کٹ ملا یا اُن کے پیروؤں کو اپنے ملک میں بود و باش رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے"۔

ان معاہدوں سے بالکل عیاں ہے کہ انگریز ہندوستانی مجاہدین کے وجود کو اس سرحدی علاقہ میں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا یہ معاہدے مختلف قبائل سے کئے گئے لیکن پھر بھی ان کو انگریزوں کا جاسوس کہا جاتا ہے، کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ حقائق اور انگریزوں کی سرکاری دستاویزات سے قطعی طور پر ناواقف اور لاعلم شخص ہی اس قسم کی شرمناک عبارت کر سکتا ہے۔

ان معاہدوں کے بعد ہندوستانی مجاہدین نے کسی نہ کسی طرح کوشش کر کے اور مقامی اثر و رسوخ استعمال کر کے اپنے رہنے کے لیے قوم امازئی و عمارہ خیل کی سرحدوں کے درمیان جگہ حاصل کی تو نواب سر محمد اکرم خان، نواب امب نے ۱۲ر مئی ۱۸۹۳ء کو مندرجہ ذیل خط ڈپٹی کمشنر، ہزارہ کو لکھا (یہ خط اُردو میں ہے):۔

بخدمت مہربان دوستان جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر، ہزارہ، سلامت باشید

پس از اشتیاقِ ملاقات آنکہ سرکار ذوی الاقتدار و حکام عالی شان صاحبان پر ظاہر ہے کہ قوم ہندوستانی مجاہدین برخلاف سرکار کے ہیں۔ ہندوستانی مجاہدین اور ہاشم علی خان عدم اظہارِ اطاعت سرکار میں یکساں اور ایک مثل ہیں۔ گورنمنٹ عالی وقار کی جانب سے جس قدر کالا ڈھاکہ و اقوام حسن زئی و اکازئی و مداخیل وغیرہ سرحدی علاقہ غیر پر فوج کشی کی گئی ہے اور اقبال سرکار سے جب ان اقوام سرحدی علاقہ غیر نے اطاعت و فرمانبرداری سرکار باوقار کی منظور کی ہے تو سرکار کی جانب سے شروط قائم کی گئی ہیں۔ جیسا کہ منجملہ شرائط

سے ایک شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ ہندوستانی فرقہ مفسدہ مجاہدین کو کوئی قوم سرحدی علاقہ غیر اپنی حد میں آباد نہ ہونے دے۔ اگر کوئی فریق اقوام علاقہ غیر سے پناہ یا سکونت کی جگہ دیوے تو سرکار اُس قوم کو اپنے برخلاف تصور کرے گی۔ منجانب اقوام علاقہ غیر شرائط مجوزہ سرکار کی بابت عہد نامہ تحریری لی گئی ہیں۔ ہندوستانیاں مجاہدین کو بہ پابندی احکام مجریہ سرکار علاقہ حسن زئی و اکازئی و مداخیل میں جگہ سکونت و رہنے کی نہ ملی اور ان ہر سہ قبائل نے ان کو پناہ نہ دی کیونکہ سنوات ماضیات میں قوم ہندوستانی مجاہدین جب موضع ملکا اور ستھانہ سیداں میں آباد ہوتے اور قوم امازئی و جدون نے اس فرقہ کے ذریعہ سے اپنے واسطے ایک قسم کی طاقت اور قوت حاصل کی۔ تو رفتہ رفتہ ملک سوات۔ چملہ و بونیر تک ایک شاخ فتنہ کی قائم ہوئی۔ جس میں سرکار دولت مدار کو تکلیف اور آخرالامر نوبت فوج کشی کی ہوئی۔ موضع ملکا اور ستھانہ کی بیخ کندی کی گئی۔ نصرت و فتح مندی سرکار کو حاصل ہوئی۔ ہنوز جب ہندوستانیاں کو اور قوموں میں جگہ سکونت و قیام کی نہ ملی تو قوم امازئی و عمارہ خیل سے سلوک پیدا کیا۔ اور جگہ قیام کی مابین حد قوم عمارہ خیل و امازئی کی تجویز کی۔ اور ان دونوں قوموں نے اپنی حد کے اندر قیام اور رہنا قوم ہندوستانی کا منظور کر کے جگہ دی ہے اور علاقہ امازئی و علاقہ ریاست امب پار دریائے اباسندھ سے برابر ملک امازئی سے ملا ہوا ہے۔ عمارہ خیل و امازئی ہندوستانیوں کے ذریعہ سے اپنے واسطے ایک قسم کی طاقت و قوت حاصل کرتے ہیں۔ اور قیام پذیر ہونا ہندوستانیاں کا اس گوشہ میں مانند قیام گاہ ملکا و ستھانہ کے تصور ہے جس سے پہلے چند دفعہ شاخ فتنہ کی برپا ہوتی رہی ہے۔ اگرچہ ہماری سرکار باوقار کے اقبال سے ان لوگوں کا خیال باطل ہے، مگر تاہم نوخاستہ شاخ فتنہ کو فرو کرنا ضروری ہے۔ اس وقت ہمارے حکام عالیشان صاحبان ضلع کی ادنیٰ اور تھوڑی توجہ سے یہ شاخ فتنہ کی فرو ہوتی ہے۔ اور استیصال اس کا اس وقت بہت آسان ہے۔ احتمال ہو سکتا ہے کہ اگر سرکار اس وقت اغماض فرما کر ان کی طرف خیال نہ فرما دے تو رفتہ رفتہ بالضرور قوم ہندوستانی پختہ طور قیام پذیر ہو کر خواہش اور مطالبات اپنے ظاہر کریں گے۔ چونکہ ان دونوں قوموں کا یعنی عمارہ خیل و قوم امازئی کا ضلع ہزارہ و جانب اتمان بلاق ضلع مردان سے تعلق ہے۔

اس لیے اپنے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع ہزارہ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ منجانب حضور آں دو سنداران اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر مردان کی طرف غور فرما کر عمارہ خیل و قوم امازئی کے نام احکامات تاکیدی و تہدیدی جاری فرمائی جاویں - اور اُن کو آگاہ کیا جائے کہ قوم ہندوستانی مجاہدین کو اپنے علاقہ کے حد میں قیام گاہ و پناہ نہ دیویں - واجب تھا گذارش کرنا آئندہ مالک ہیں -

تحریر بتاریخ ۱۲ر مئی ۱۸۹۳ء - مہر نواب سر محمد اکرم خاں

(Manuscript 'C' File No. 342)
Major Head XXXIII Sub Head (G)
Subject :—SETTLEMENT OF THE HINDUSTANI FANATICS IN THE AMAZAI COUNTERY).

مسودہ سی - مِسل ۳۴۲

عنوان کبیر ۳۳، ذیلی عنوان (جی)

موضوع : ہندوستانی کٹ ملّاؤں کا امازئی علاقہ میں سکونت اختیار کرنا -

یہ خط جو کہ لفظ بلفظ اُوپر نقل کیا گیا ہے - آنکھیں کھولنے والا ہے - اس خط پر کیا کارروائی ہوئی اور انگریزوں نے کیا پالیسی اختیار کی - یہ موضوع اس وقت زیر بحث نہیں ہے - لیکن ہندوستانی مجاہدین کا انگریزوں کے لیے انتہائی خطرناک ہونا اس سے بالکل واضح اور عیاں ہے نیز ہمارے نوابوں، جاگیرداروں اور راجاؤں کی چاپلوسی، خوشامد اور جاسوسی کی نشاندہی کرتا ہے۔

جب تمام قبائل علاقہ غیر کے ساتھ بر معاہدے ہوتے اور کوئی قوم ہندوستانی مجاہدین کو رہنے کے لیے جگہ دینے پر آمادہ نہ تھی اور یہ بیچارے تنگ آگئے تو مجاہدین کے اس وقت کے امیر مولوی عبداللہ خاں نے ۶ر مئی ۱۸۹۵ء کو غلام خاں اور مولوی احمد جی جو امازئی کے اس وقت کے سرکردہ اشخاص تھے - مندرجہ ذیل خط لکھا :-

"......... When I first determined to take any abode in your country (Amazai) you took a pledge from me that I should never commit any offence in the British territory and in agreeing

to this I told you that if the Government ever interferred with us, we would be obliged to act to the best of our power in self-defence.......... Before this also, if I have ever taken up arms it has been in self-defence only. I have never been guilty of aggression, and this was on this account only that I did not take part in Bayo Expedition......

Please enquire from the Goveroment and let me know whether or not they will leave us alone in our present in-offensive attitude, especially when we keep to our Promise and show no hostilities to British Government".

(Proceedings 35 of 1895. Translation of a letter dated 10th Zeqaad 1312—6.5.1895 from Maulvi Abdullah, the leader of the Hindustani fanatics to Ghulam Khan and Maulvi Ahmad Ji Amazai).

"جب میں نے پہلے پہل آپ کے ملک میں رہائش اختیار کرنے کا عزم کیا تھا تو آپ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں برطانوی علاقہ میں کسی کارروائی کا مرتکب نہیں ہوں گا اور اس سے اتفاق کرتے ہوئے آپ کو بتایا تھا کہ اگر حکومتِ برطانیہ نے ہمارے معاملات میں کبھی مداخلت کی تو حفاظتِ خود اختیاری کے طور پر ہم اپنی ساری قوت کے ساتھ اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے...... اس سے قبل بھی اگر میں نے کبھی تلوار اٹھائی ہے تو صرف حفاظت خود اختیاری کی خاطر۔ میں کبھی بھی جارحیت کا مرتکب نہیں ہوا اور یہی وجہ تھی کہ میں نے بائیو مہم میں حصّہ نہیں لیا...... براہ کرم حکومت برطانیہ سے پوچھ کر بتائیں کہ وہ ہماری موجودہ عدم جارحانہ حالت میں ہمیں ہمارے حال پر چھوڑیں گے یا نہیں بالخصوص جب ہم اپنے وعدہ پر کاربند ہیں اور برطانوی حکومت کے تعلق میں کسی شورش کا مظاہرہ نہیں کرتے۔"

(روداد ۳۵ ۔ سال ۱۸۹۵ء ۔ ترجمہ خط مورخہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ (مطابق ۶ مئی ۱۸۹۵ء) منجانب مولوی محمد عبداللہ ہندوستانی کٹھ ملاؤں کا قائد۔ بجانب غلام خان و مولوی احمد جی امازئی)۔

یہ خط ایسے حالات میں تحریر ہوا کہ جب اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ہندوستانی مجاہدین کے لیے کوئی قطعہ اراضی انگریزوں نے رہنے کے لیے نہیں چھوڑا۔

فی الحقیقت مجاہدین انگریزوں کے دل کے کانٹے تھے اور انگریزوں نے اس بات کو خود اپنی خفیہ رپورٹوں میں تسلیم کیا ہے۔ اور انگریزوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ ان مجاہدین کو اس علاقے سے نکال دے اور نیست و نابود کر دیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو، جو کہ جنگ امبیلہ کے سلسلے میں ایک خفیہ رپورٹ سے ماخوذ ہے۔

"The campaign arose from the attempt to drive the Hindustanis from Malka. Since 1852, when the Hindustanis joined the Hassanzais against us, they had been regarded by the political officers as a thorn in our side to be eradicated at any price. With this view Sir Herbert Edwards, in 1858, attacked and burnt their village at Sithana" (Confidential Gazette of the NWFP from Bajawar and the Indus Kohistan on the North to the Mari Hills on the South.

Compiled for political and Military reference in the intelligence Branch of the Quarter Master General's Department in India.

Completed and edited by Lt. Col. A.L'E Holmes, Bengal Staff Corps vol. I. Simla. Printed at the Government Central Branch Press 1887. (page 122)

"ملکا سے ہندوستانیوں کو نکال باہر کرنے کے سلسلہ میں اس مہم کی ضرورت پڑی۔ ۱۸۵۲ء سے لے کر اب تک جب ہندوستانی اور حسن زئی قبیلہ ہمارے خلاف متحد ہو گئے تھے۔ ہمارے پولیٹیکل افسروں نے انہیں ہمارے قلب میں پیوستہ خنجر قرار دیا تھا، جسے ہر قیمت پر تہس نہس کرنا منظور تھا۔ اس نظریہ کے تحت سر ہربرٹ ایڈورڈز نے ۱۸۵۸ء میں ستھانہ پر حملہ کر کے ان کا گاؤں نذر آتش کر دیا۔

(صوبہ سرحد کا خفیہ گزیٹیر ـــ بجانب شمال بجاوڑ اور سندھ و کوہستان

تا پہاڑی علاقہ مری بجانب جنوب۔ پولیٹیکل و ملٹری حوالہ کے لیے کوارٹر ماسٹر
جنرل کے محکمہ کے انٹیلی جنٹس برانچ کا مرتب کردہ ـــــ تکمیل و تدوین از لفٹیننٹ
کرنل اے۔ ایل۔ ای۔ ہومز ـــــ بنگال سٹاف کور ـــــ جلد ۱۔ ۱۸۸۷ء
میں گورنمنٹ سنٹرل برانچ پریس میں طبع ہو)۔ (ص ۱۲۲)۔

ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو۔ جو کہ انڈیا آفس لنڈن سے ایک خط بنام وائسرائے ہند سے لیا گیا ہے:۔

"It appears from them (reports) that band of Hindustani fanatics, who have so often been the cause of disquiet on the border and who were driven from Sithana by the operations of Sir Sydney Cotton's Force in 1858, had in the course of 1863, again occupied that place''.

Confidential India office
Political

No. 2 London 16. January 1864 to H. H., the Right Honorable Governor General of India'.

File No. 2. Major Head XXXIII Sub-Head' G, Subject : Hindustani Colony Ambella and Sithana.

" ان (رپورٹوں) کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی کٹ ملاؤں کا ٹولہ جو سرحدات پر اکثر بدامنی کا موجب بنے ہیں اور جنہیں ۱۸۵۸ء میں سرسڈنی کاٹن کی فوج نے ستھانہ سے نکال باہر کیا تھا۔ سال ۱۸۶۳ء کے دوران اس جگہ پر پھر قبضہ کر لیا ہے۔"

حوالہ: خفیہ/پولیٹیکل انڈیا آفس لائبریری

نمبر ۲ لنڈن ۱۶ جنوری ۱۸۶۴ء بجانب ہز ہائی نس دی رائٹ آنریبل گورنر جنرل ہند۔
مسل نمبر ۲، عنوان کبیر ۳۳۔ ذیلی عنوان جی۔ ہندوستانی نو آبادی ـــ امبیلہ و ستھانہ۔

آخر میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ انگریز تو مجاہدین سے اتنے خائف اور ہراساں تھے کہ ان کی معمولی تعداد سے بھی وہ لرزہ براندام تھے۔ کیونکہ وہ مومن اور مجاہد تھے۔ مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کے سول ملٹری گزٹ کا ایک تراشہ حکومتِ ہند نے آر۔ اوڈنی کمشنر اینڈ سپرنٹنڈنٹ پشاور ڈویژن کو ۲ جون ۱۸۹۳ء

کے ایک مراسلہ کے ساتھ بھیجا۔ حالانکہ اُس وقت مجاہدین کی طاقت مقامی قبائل کے ساتھ معاہدوں کی وجہ سے کمزور پڑ گئی تھی۔ وہ تراشہ یہ تھا:۔

"Extract from Civil and Military Gazette dated 22.5.1893. News from beyond Boner shows that Maulvi Abdullah, a leader of the Hindustani fanatic and a man who has at times taken an active part in the Black Mountain against the Government has lately come from Kabal gram to Tappa Amazai. There the Malik Ghulam Khan of Chirorai has given him and his following three villages Nagrai, Talvi and Khandai. The Maulvi is said to be accompanied by 600 men. The general idea from that direction is that there will be further trouble in the autumn, if not sooner"

اقتباس از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء

" بونیر پار سے آنے والی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی کٹر ملاؤں کے قائد مولوی عبداللہ جو متعدد بار کوہ سیاہ کے علاقہ میں حکومت برطانیہ کے خلاف سرگرم عمل رہے ہیں۔ اب حال ہی میں پھر کبل گرام سے ٹپہ امازئی آگئے ہیں جہاں ملک غلام خاں (قبیلہ چیروزئی) نے انہیں اور اُن کے پیروؤں کو ناگروئی، طلوی اور کھنڈائی کے تین گاؤں دے دیئے ہیں۔ مولوی صاحب مبینہ طور پر ۶۰۰ افراد ہمراہ لائے ہیں۔ اُس جانب یہ خیال عام ہے کہ اس علاقہ میں جلد نہیں تو موسم خزاں میں ضرور گڑبڑ ہوگی۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں جو کہ بلا تبصرہ پیش کیے گئے ہیں اور جو کسی مورخ کے خیالات نہیں بلکہ سرکاری ریکارڈ ہے اور سرکاری فائلوں سے لیے گئے ہیں۔ اب میں قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں کہ وہ خود رائے قائم کریں کہ کیا تحریک بالاکوٹ کے مجاہدین انگریزوں کے جاسوس تھے، یا انگریزوں کے جانی دشمن؟